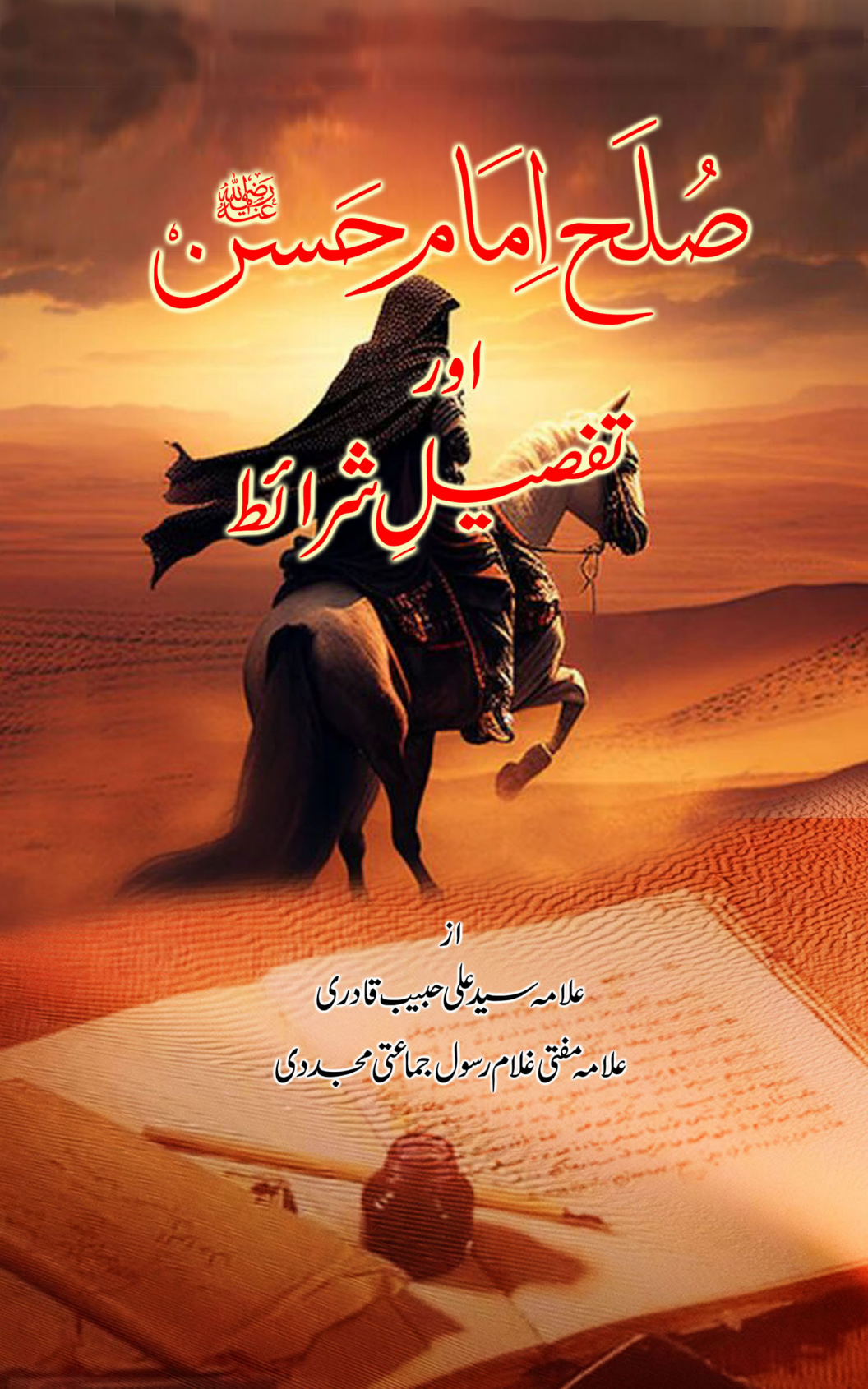
صُلحِ اِمامِ حسنؓ
اور
تفصیلِ شرائط
از
علامہ سید علی حبیب قادری
علامہ مفتی غلام رسول جماعتی مجددی

صُلح امام حسن

اور

تفصیل شرائط

از

علامہ سید علی حبیب قادری

علامہ مفتی غلام رسول جماعتی مجددی

طلقاء نے اسلام کا حلیہ بگاڑ دیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نبی اللہ ﷺ نے مولائے کائنات سے متعلق پہلے ہی فرما دیا، آپ کے علم میں تھا کہ میرے بعد ایسا وقت بھی آئے گا کہ بعض مسلمان میرے حیدر سے بغض رکھیں گے اور عناد رکھیں گے۔

۱۔ فرمایا: **من سب علیاً فقد سبنی.....**

(مسند احمد الرقم 26748۔ السنن الکبری النسائی۔ المستدرک)

یعنی جس نے سیدنا علی المرتضیٰ کو گالی دی اس نے مجھے (رسول اللہ) کو گالی دی۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے دن (سوا لاکھ صحابہ کرام کے سامنے) خطبہ میں فرمایا:

''اے انسانو! میں تم میں وہ چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم اسے پکڑے رہو تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن حکیم) اور میری عترت اہل بیت۔ (جامع ترمذی ابواب المناقب)

بلال بن یساف بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے دوران خطبہ ارشاد فرمایا: اے کوفیوں! اللہ تعالیٰ سے ہمارے متعلق ڈرو۔ اس لئے کہ ہم تمہارے امیر ہیں اور ہم تمہارے مہمان ہیں۔ ہم اہل بیت ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا: **انما یرید اللہ لیذھب عنکم**

الرجس اھل بیت و یطھر کم تطھیرا ۔(یعنی اللہ چاہتا ہے کہ اہل بیت تم سے ناپاکی وگندگی دور کردے اور تمہیں مکمل طور پر پاک کردے)۔ بلال کہتے ہیں: میں نے انہیں (امام حسن کو) اس دن سے زیادہ کبھی روتے ہوئے نہیں دیکھا۔

(طبقات الکبریٰ امام حافظ ابن سعد ج اول ص 258)

یعنی امام الھدیٰ سیدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں نے اس قدر رنجیدہ کیا کہ آپ دورانِ تقریر بہت روئے اور اس سے قبل اس قدر غمگین نہیں ہوئے تھے۔ رسول اللہ کو معلوم تھا کہ بعض مسلمان ان سے حسد رکھتے ہیں اس لئے بار بار مجمع عام میں مولائے کائنات، سیدہ کائنات، امام الھُدیٰ اور شہید کربلا کی شان بیان کرتے رہتے تھے۔

سیدنا علی المرتضیٰ، حیدر کرار، فاتح خیبر، باب العلم کرم اللہ وجہ الکریم کو رسول اللہ ﷺ سے وہی نسبت حاصل ہے جو سیدنا ہارون کو سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے حاصل تھی۔ سوائے نبوت کے۔

امام حسن اور امام حسین کو رسول اللہ ﷺ سے وہی نسبت حاصل تھی جو سیدنا اسمٰعیل اور سیدنا اسحاق علیہما السلام کو اپنے والد سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے حاصل تھی۔ (دو حدیثوں کا خلاصہ)

سیدنا علی المرتضیٰ وہ عظیم و بے مثال ہستی ہیں کہ جسے رسول اللہ نے شاگرد، بھائی اور بیٹے کا درجہ دیا پھر داماد کا شرف بھی عطا کیا۔ جس کی شان میں قرآن حکیم کی 300 آیات نازل ہوئیں۔ جو اہل بیت اطہار میں بھی شامل خلفاء الراشدین المھدیین میں بھی۔ پنج تن پاک میں بھی۔ اصحاب کبار میں بھی۔ جنگ بدر، جنگ اُحد

میں۔ جنگ خیبر کے فاتح بھی۔ حدیث ثقلین میں بھی۔ حدیث ولایت میں بھی نفس مصطفیٰ بھی۔ آیت مباہلہ میں بھی۔ آیت تطہیر میں بھی۔ آیت مودت میں بھی۔ شہر علم کا باب بھی، شب ہجرت سوئے بستر نبوی پر بھی، سیف ذوالفقار کا دھنی بھی۔ ہر جہاد کا فاتح بھی۔ جس کے اجداد میں کوئی کافر ومشرک نہیں کیونکہ آپ کا اور رسول اللہ کے اجداد ایک ہیں۔ وقت پیدا آنکھیں نہ کھولیں، رسول اللہ نے جیسے ہی گود میں لیا آنکھیں کھول لیں۔ معرفت مصطفیٰ اسی وقت بھی حاصل تھی۔ دنیا میں پہلا دیدار رسول اللہ کا کیا اور پہلی غذا رسول اللہ کا لعاب لیا۔ جنتی نوجوانوں کے سردار کا باپ بھی۔ کعبہ میں ولایت اور جامع مسجد کوفہ میں شہادت بھی۔ سبحان اللہ۔۔۔ اس گھرانہ کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا پھر بھی انہیں ستایا گیا۔

معاویہ، خلیفہ چہارم سیدنا علی اور خلیفہ پنجم کی خلافت کا منکر، ان کی بیعت نہ کی بلکہ ان سے جنگ کی، جس میں ہزاروں صحابہ کرام وتابعین عظام کو شہید کیا۔ جب خلفاء ثلاثہ کی خلافت کا منکر گمراہ ہے تو خلیفہ چہارم وپنجم کی خلافت کا منکر مقدس گائے کیوں؟ مرشد کے دشمن سے نفرت تو اہل بیت کے دشمن سے، محبت کیوں؟ اکابر صحابہ سے روگردانی کر کے طلقاء کے دن منانا سنیت ہرگز نہیں، یہ سراسر خوار جیت ہے۔ یزید کے باپ کا عرس منانا جائز ہے، لیکن رسول اللہ کے باپ کا عرس منانا جائز نہیں۔ کیوں؟

رسول اللہ نے فرمایا حسن کے لئے میری ہیبت اور میری سرداری ہے۔ نانا اور بابا مرتضیٰ سے فیض پایا۔ جنہیں رسول اللہ سردار بنائیں وہ یزید کے ابو سے بیعت نہیں ہوتے۔ جس طرح رسول اللہ کا کفیل سیدنا ابو طالب علیہ السلام ہے، اسی طرح

محمد بن ابوبکر صدیق کا کفیل مولائے کائنات ہے۔ کبھی یہ محبتیں بھی بتایا کریں۔

حضور اقدس ﷺ کے بیٹے، پھول اور جنتی نوجوانوں کے سردار سیدنا حسنین کریمین ہیں۔ سیدنا امام حسن المجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے خلافت سے دستبردار ہو کر معاویہ کی ضد و ہٹ دھرمی کے آگے بند باندھنا، تاکہ مسلمانوں کا قتل عام کو روکا جا سکے۔ آپ بنو امیہ کے زمانے میں 9 سال حیات رہے۔ دو بھائیوں سے یہ ثابت نہیں کہ انہوں نے کبھی نانا رسول اللہ ﷺ کی مسجد نبوی شریف میں کبھی امامت کروائی ہو۔ کبھی نماز جمعہ میں خطبہ دیا ہو اور نہ کبھی مسجد نبوی میں درس دینا ثابت ہے۔ آپ دونوں بھائیوں کے ہوتے ہوئے گورنر مدینہ مروان ملعون جیسا گھٹیا شخص یہ کام کیا کرتا تھا۔ امام حسن کی وصیت کے باوجود مروان ملعون نے انہیں نانا کے روضہ رسول میں دفن نہیں ہونے دیا۔ جس مروان پر رسول اللہ نے لعنت بھیجی، اسی کی اقتدا میں مسلمان نمازیں ادا کرتے تھے۔ مروان اہل بیت کا سخت دشمن اور معاویہ کا وفادار تھا، اس لئے معاویہ نے انہیں گورنر مدینہ لگایا تھا۔ بنو امیہ کے تقریباً 90 سالہ دور حکمرانی میں کبھی بھی مسجد نبوی کی امامت خطابت اور تدریس پر آئمہ اہل بیت اطہار میں سے کوئی بھی مقرر نہیں کیا گیا، بلکہ مقدس گھرانہ کا زیادہ وقت شہر مدینہ کے باہر پہاڑ/ غار میں گزرتا تھا۔ جہاں ان کی رہائش و معمولات ادا ہوتے تھے۔ پھر بھی حکومت کی طرف سے ان کی جاسوسی ہوتی تھی۔ اس سے آپ محسوس کر سکتے ہیں کہ وہ عہد، اہل بیت اطہار کے لئے کس قدر مشکل و تکلیف دہ تھا۔ اس وقت بادشاہ کون تھا اور حکم کس کا چلتا تھا؟ علامہ سیوطی نے لکھا ہے کہ حافظ ابن سعد، عمر بن اسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ مروان جب حاکم مدینہ تھا تو وہ منبر رسول پر بیٹھ کر علی الاعلان حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سب و شتم

(یعنی گالیاں بکا) کرتا تھا۔(تاریخ الاخلفاء،ص279)

☆ حضرت حسن اپنے والد ماجد کی شہادت کے بعد چھ ماہ تک خلیفہ رہے۔اس کے بعد باغی معاویہ آپ کے پاس آئے اور مندرجہ ذیل شرائط آپس میں طے ہوئیں کہ فی الوقت معاویہ بادشاہ بنایا جاتا ہیں لیکن ان کے انتقال کے بعد امام حسن خلیفہ المسلمین ہوں گے۔(تاریخ خلفاء،علامہ سیوطی مترجم علامہ شمس بریلوی ص 281)

☆ پہلی شرط گرانے کے لئے امام حسن کو تین مرتبہ زہر دیا گیا تا کہ یزید ملعون کی راہ ہموار ہو سکے۔اگر امام کو معاویہ نے زہر نہیں دیا تو تیسرا حریف ہی کوئی نہیں تھا۔ امام حسن کی شہادت سے جس کو فائدہ پہنچا وہی قاتل ہے۔

☆ دوسرا یہ کہ بدعہدی ملاحظہ کیجئے کہ اپنے مرنے کا انتظار کئے بغیر اپنی زندگی میں ہی اپنے نا خلف بیٹے یزید پلید کو ولی عہد مقرر کیا۔جبکہ حضرت صدیق،حضرت فاروق کے جلیل القدر صحابی صاحبزادے موجود تھے۔

☆ یہ بھی بتاتا چلوں کہ فتح مکہ کے بعد مسلمانی کا اعلان کرنے والے معاویہ اور ابوسفیان وغیرہ صحابہ کرام کے ضمرے میں نہیں آتے بلکہ محدثین نے انہیں 'طلقاء' میں شمار کیا ہے۔یہ طلقاء ہیں۔مجبوری میں مسلمان ہوئے جو مشکوک لوگ ہوتے ہیں وہ 'کاتب وحی' جیسے حساس منصب پر فائز نہیں ہوتے۔ویسے بھی فتح مکہ پر آیت تکمیل دین نازل ہوگئی کہ دین مکمل ہوگیا تو پھر ابو یزید کونسی وحی لکھنے پر مامور ہو گئے تھے؟ نہ وہ کاتب وحی ہیں اور نہ ان کے فضائل میں کوئی حدیث ہے۔کتب احادیث میں فضائل معاویہ میں ملنے والی روایات جعلی موضوع،من گھڑت اور گورنمنٹ بنوامیہ کی کارستانی ہیں۔

معاویہ اور اس کا باپ کب مسلمان ہوئے؟

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی سندھی لکھتے ہیں:

اپنے والد ابوسفیان کے دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے کچھ دنوں کے بعد حضرت معاویہ بن ابوسفیان اُموی بھی فتح مکہ کے دنوں میں مسلمان ہوئے۔

(بذل القوۃ فی حوادث سنی النبوۃ مترجم نقی علیم الدین نقشبندی ص 479)

طلقاء کسے کہتے ہیں اور اس کی تعداد؟

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی مرحوم دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

جو فتح مکہ کے روز داخل اسلام ہوئے انہیں طلقاء کہتے ہیں اور ان کی تعداد دو ہزار (2000) تھی۔(ص 172)

طلقاء، طلیق کی جمع ہے اور طلیق کے معنی کیا ہے؟ طلیق کے معنی قید سے رہائی ہے۔

(فیروز اللغات 880)

فتح مکہ کے وقت انہیں ڈر تھا کہ ان کے ظلم و جبر، کفر و نفاق و بربریت کے بدلے میں انہیں قتل کیا جائے گا، لیکن شفیق آقا ﷺ نے درگزر سے کام لیتے ہوئے اس روز اعلان فرمایا:

اذ ھبو فانتم الطلقاء ۔۔۔یعنی جاؤ تم آزاد ہو تم سے بدلہ نہ لیا جائے گا۔

(بذل القوۃ)

طلقاء کا گروہ صحابہ کرام میں شامل نہیں، رضی اللہ عنہم و رضو میں داخل نہیں۔ قرآن و حدیث میں جہاں صحابہ کرام کا ذکر خیر آیا ہے وہاں اصحاب بدر، اصحاب احد، اصحاب

بیت، اصحاب صفہ اور اصحاب خیبر وغیرہ مراد ہیں، طلقاء نہیں۔ قرآن وحدیث میں طلقاء کی شان میں کچھ بھی نہیں ہے۔

☆ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق معاویہ کو گورنر شام بنانے کے بعد پچھتاتے تھے، لیکن انہوں نے سرکاری خزانہ شام کے سرداروں پر خرچ کر کے انہیں اپنی مٹھی میں لے لیا تھا۔ حضرت عمر اپنے فیصلے پر فرماتے تھے:

ان هذا الامر لا يصلح للطلقاء ولا لا بناه اللطلقاء ولو استقيلت من امری ما استد برت ما جمعت ليزيد بن ابی سفيان و معاويه بن ابی سفيان. (فتح الملهم شرح صحيح الامام مسلم 118بيروت)

یعنی طلقاء اور طلقاء کی اولاد ذرہ برابر بھی کار حکومت کے لائق نہیں ہیں اور اگر میں موجودہ صورتحال کو پہلے سے جان لیتا تو میں معاویہ بن ابی سفیان اور اس کے بھائی یزید کو کبھی بھی شام کا حاکم نہ بناتا۔

جن شرائط پر معاہدہ ہوا، معاویہ کی طرف سے وہ شرائط پورے نہیں کئے گئے بلکہ طرح طرح کی سازش کی گئی۔ بلکہ امام حسن کو راستے سے ہٹایا گیا، یزید کے لئے راہ ہموار کی گئی، سرکاری خزانہ کا منہ کھولا گیا، رشوت دے کر لوگوں کے ضمیر خریدے گئے۔ جب شرائط پورے نہ ہوئے، بدعہدی کی گئی تو معاہدہ کہاں رہا؟ جب معاہدہ ہی نہ رہا تو صلح کس چیز کی؟ اگر معاویہ شرائط ادا کرنے میں مخلص ہوتا تو کربلا برپا نہ ہوتی۔ اسی پر اکتفا کرتے۔ نشست دوم میں مزید تفصیل ہوں گی۔ ان شاءاللہ۔

21-02-2025 ابوالحقائق

☆ صلح صلح کی رٹ لگانے والا مولوی کبھی بھی آپکو صلح کی شرائط نہیں بتائے گا کیونکہ مولوی جانتا ہے کہ اگر وہ شرائط بتا دے گا تو پھر عوام کو دھوکہ دینا مشکل ہو جائے گا، اس تحریر میں ہم نے صلح سے پہلے کے مختصر حالات بھی ذکر کیے ہیں اس کے بعد صلح کی شرائط پھر صلح کے انجام کا ذکر کیا ہے تا کہ قارئین کو سمجھنے میں آسانی رہے اس لیے تحریر کو مکمل پڑھیں۔ جزاک اللہ

☆ خلیفہ برحق مولا علی کے خلاف امیر معاویہ نے بغاوت کر کے جنگیں کیں اِن جنگوں میں معاویہ نے بدری احدی اور بیعت رضوان والے افضل ترین صحابہ کرام سمیت 25 ہزار صحابہ و تابعین کو ظلماً شہید کیا۔

اس دوران مولا علی کو شہید کروا دیا گیا لوگ سوچ رہے تھے کہ شاہد معاویہ اب پانچویں خلیفہ راشد امام حسن کے خلاف بغاوت نہیں کریں گے بلکہ امام حسن کے پاس جا کر اُن کی بیعت کریں گے اور اپنی سابقہ بغاوت پر توبہ کریں گے۔

مگر ایسا نہ ہوا۔

مولا علی کی شہادت کے بعد بھی معاویہ حکومت کی طلب اور بغاوت سے باز نہیں آئے۔

جیسا کے امام اہل سنت امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں۔

خرج معاوية علىٰ علی بن ابی طالب كما تقدم وتسمى بالخلافة ثمه خرج علی الحسن. (تاریخ الخلفاء)

معاویہ نے مولا علی کے خلاف بغاوت کرنے کے بعد امام حسن کے خلاف بھی بغاوت کی۔

☆ معاویہ نے ملک شام سے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور امام حسن کے خلاف جنگ کرنے کوفہ کی طرف چل دیئے، امام حسن کے بہت سے گورنروں کو پہلے سے لالچ دے کر خرید لیا۔ معاویہ نے اپنے لشکر کا کوفہ کے باہر پڑاؤ کیا۔

ادھر امام حسن نے بھی جنگ کرنے کے لیے لشکر تیار کیا اور کوفہ سے تھوڑا باہر نکل آئے مگر امام حسن کے لشکر میں موجود معاویہ کے حمایتی غداروں نے امام حسن کے خلاف بغاوت کر دی جس کے نتیجے میں آپ کی گرفت کمزور پڑ گئی۔

اِدھر معاویہ اسی صورت حال سے فائدہ اٹھانے کا انتظار کر رہے تھے، معاویہ نے امام حسن کی کمزوری دیکھ کر اپنے دو آدمیوں عبدالرحمٰن بن سمرہ اور عبداللہ بن عامر کو امام حسن کی طرف بھیجا کہ سلطنت ہمارے حوالے کر کے صلح کا معاہدہ کر لیا جائے، امام حسن نے ان دونوں آدمی سے فرمایا معاہدے کی پاسداری کی ضمانت کون دے گا؟ دونوں آدمیوں نے کہا ہم اس بات کی ضمانت دیں گے کہ معاویہ معاہدے کی تمام شرائط کی پاسداری کریں گے، تب امام حسن نے مجبوراً صلح کا معاہدہ کرنے کی حامی بھر لی کیونکہ آپ خون خرابہ کے سخت خلاف تھے، آپ جانتے تھے کہ اگر میں نے صلح کا معاہدہ کر کے سلطنت معاویہ کے حوالے نہ کی تو معاویہ سلطنت ہتھیانے کے لیے جنگ کریں گے جیسا کہ انہوں نے خلیفہ برحق مولا علی سے جنگیں کر کے ہزاروں افضل صحابہ کرام کو شہید کیا۔

☆ صلح کے معاہدے کو حتمی شکل دینے کے لیے امام حسن نے معاویہ کو کوفہ شہر کے اندر بلا لیا۔

☆امام ذھبی ،امام ہیثمی ،امام طبرانی،امام شعیب وغیرہ صحیح سند کے ساتھ لکھتے ہیں۔

هوذة عن عوف، عن محمد، قال: لما ورد معاوية الكوفة واجتمع عليه الناس، قال له عمرو بن العاص: إن الحسن مرتفع فى الأنفس لقرابته من رسول صلى الله عليه وسلم وإنه حديث السن عيى، فمره فليخطب، فإنه سيعيى، فيسقط من أنفس الناس، فأبى فلم يزالوا به حتى أمره، فقام على المنبر دون معاوية: فحمد الله، وأثنى عليه، ثم قال: لو ابتغيتم بين جابلق وجابرس رجلا جده نبى غيرى وغير أخى لم تجدوه، وإنا قد أعطينا معاوية بيعتنا، ورأينا أن حقن الدماء خير وإن أدرى »لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَكُمْ وَمَتاعٌ إِلى حِينٍ« وأشار بيده إلى معاوية. فغضب معاوية، فخطب بعده خطبة عيية فاحشة، ثم نزل .وقال: ما أردت بقولك: فِتْنَةٌ لَكُمْ وَمَتاعٌ؟ قال: أردت بها ما أراد الله بها.

"صلح کا معاہدہ کرنے کے لیے" جب معاویہ کوفہ آئے تو وہاں لوگ جمع ہونا شروع ہو گئے تو عمرو بن العاص نے معاویہ سے کہا: حسن کو رسول ﷺ سے قرابت کی وجہ سے لوگوں کی نظروں میں بہت زیادہ عزت حاصل ہے اور یہ کہ وہ جوان ہیں مگر کمزور ہے، آپ اس سے کہو کہ وہ خطبہ دے کیونکہ وہ کمزور ہونے کی وجہ سے تھک جائے گا اور لوگوں کی نظروں میں گر جائے گا، معاویہ نے انکار کر دیا مگر ان کے اصرار کے بعد معاویہ نے اجازت دے دی، امام حسن منبر پر گئے خدا کی حمد وثناء بیان کرنے کے بعد فرمایا: خدا کی قسم! آپ ہر طرف نظر دوڑائیں تو آپکو میرے اور میرے بھائی (امام حسین) کے علاوہ ایسا کوئی نہیں ملے گا کہ جس کے نانا رسول ﷺ ہوں، میں نے

لوگوں کا خون بچانے کی خاطر معاویہ سے صلح کا معاہدہ کرنے پر آمادہ ہوا ہوں ،اس کے بعد امام حسن نے سورۃ الأنبیاء کی آیت پڑھ کر معاویہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "میں جانتا ہوں شاید سزا میں تاخیر تمھارے لیے آزمائش ہے ، کچھ مدت تک لطف اندوز ہولو ، یہ کچھ دنوں کے لیے اللہ کی طرف سے تمھیں مہلت دینا مقصود ہے"۔ یہ سنتے ہی معاویہ غضب ناک ہوگیا اور امام حسن کے لیے فحش کلمات (گندی گالیاں) پر مشتمل ایک خطبہ دیا اور پھر منبر سے نیچے اترا اور امام حسن کو کہا کہ تم نے میرے متعلق جو کہا کہ " سزا میں تاخیر تمھارے لیے آزمائش ہے" اس کا کیا مطلب ۔؟ تو امام حسن نے فرمایا میرا وہی مطلب ہے جو خدا کا ہے۔(سیر اعلام النبلاء ج ۳،ص ۲۷۱)

☆ امام ذہبی نے ''سیر أعلام النبلاء'' میں اس روایت کے تینوں راویوں امام ابن سرین ، امام ھوذہ بن خلیفہ اور امام عوف بن ابی جمیلہ کو ثقہ و محدث قرار دے کر اس روایت کے صحیح ہونے کی توثیق کر دی۔

☆ امام ہیثمی نے مجمع الزوائد ۴/۲۲۵ میں اس روایت کو صحیح سند قرار دے دیا۔

امام طبرانی نے الکبیر ۳/۸۷ میں صحیح سند قرار دے دیا۔

امام بیہقی کی کتاب وقد أخرج بعضہ البیہقی کے محقق نے اس روایت کو صحیح قرار دے دیا۔

☆ امام شعیب نے شرح سیر أعلام النبلاء ۳/ ۲۷۱ میں اس کی سند کو صحیح قرار دے دیا۔

☆ اس صحیح سند روایت سے یہ حقیقت بڑی واضع طور پر ثابت ہوگئی کہ امام حسن نے معاویہ سے کوئی محبت کی وجہ سے صلح نہیں کی تھی بلکہ آپ تو معاویہ کو عذاب کا مستحق

سمجھتے تھے، آپ نے محض لوگوں کا خون بچانے کی خاطر صلح کے معاہدے پر دستخط کیے کیونکہ آپ جانتے تھے کہ اگر میں نے معاہدہ کر کے سلطنت معاویہ کے حوالے نہ کی تو معاویہ سلطنت ہتھیانے کے لیے جنگ کر کے ہزاروں صحابہ کو شہید کرنے سے بھی دریغ نہیں کریں گے، جیسا کہ معاویہ نے اس سے پہلے خلیفہ برحق مولا علی سے جنگیں کر کے بدری احدی اور بیعت رضوان والے افضل ترین صحابہ سمیت 25 ہزار صحابہ و تابعین کو ظلماً شہید کیا۔

☆ اس صحیح سند روایت سے یہ بھی بات بھی ثابت ہوگئی کہ معاویہ اہل بیت سے شدید قسم کا بغض رکھتے تھے، معاویہ کے اہل بیت سے بغض کا عالم یہ تھا کہ معاویہ اہل بیت کو گندی گالیاں دینے سے بھی پرہیز نہیں کرتے تھے، جس کے جواب میں امام حسن نے معاویہ کو سورۃ الأنبیاء کی آیت پڑھ کر اُسے اللہ کے عذاب کی بشارت سنائی۔ جبکہ درجنوں صحیح احادیث کے تحت اگر کوئی شخص اہل بیت کو گالیاں دے گا تو پھر وہ جنت میں نہیں جائے گا بلکہ جہنم کا ایندھن بنے گا۔

صلح کی شرائط

☆ امام حسن علیہ السّلام اور معاویہ بن ابوسفیان کے درمیان ہونے والی صلح کی شرائط کو اہل سنت کے محدثین جن میں امام بخاری (اپنی تاریخ کبیر میں) امام ابن حجر عسقلانی، امام محمد بن عبدالبر قرطبی، امام طبرانی، امام ابن حجر مکی، امام ابن اثیر جزری، امام خطیب بغدادی، امام بدرالدین عینی اور امام ابن کثیر سمیت سینکڑوں محدثین نے اپنی کتب کی زینت بنایا ہے۔

علم حدیث میں امیر المؤمنین مانے جانے والے امام ابن حجر عسقلانی نے ان تمام شرائط کو اپنی کتاب فتح الباری میں تفصیلات کے ساتھ ذکر کرنے کے بعد اِن تمام شرائط کو صحیح سند قرار دے دیا ہے۔

شرط نمبر (1)

امام اہل سنت امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔

وذكر امام محمد بن قدامة رحمته الله عليه فى كتاب الخوارج بسند قوى، فأرسل إلى معاوية بن ابو سفيان يبذل له تسليم إليه على أن تكون له الخلافة بعده. و أعطاه عهد إن حدث به حدث والحسن حى ليجعلن هذا الأمر إليه: (فتح الباری شرح البخاری، ج17، ص532)

امام محمد بن قدامہ نے بھی اس شرط کو کتاب الخوارج میں قوی سند کے ساتھ تحریر کیا ہے کہ امام حسن نے اس شرط پر سلطنت معاویہ کے سپرد کی کہ اس کے بعد خلافت دوبارہ انکی طرف واپس پلٹ دی جائے گی، جس پر معاویہ نے امام حسن سے عہد کیا کہ میرے بعد خلافت آپکی طرف لوٹا دی جائے گی۔

شرط نمبر (2)

قال امام حسن رضى الله عنه: اتق الله يا معاوية! على أمة محمد، لا تفنيهم بالسيف على طلب الدنيا و غرور فانية زائلة، فسلم الحسن الامر إلى معاوية و صالحة و بايعه على السمع والطاعة على إقامة كتاب الله و سنة نبيه و سيرة الخلفاء الرشدين المهديين، وليس

لمعاوية بن ابی سفیان أن یعهد إلی أحد من بعده عهدا.

امام حسن نے فرمایا: اے معاویہ! اُمت محمدؐ کے معاملہ پر خدا کا خوف کر، انہیں دنیا طلبی اور فانی وزائل ہوجانے والے غرور کی خاطر فنا نہ کر، کتاب اللہ سنت مصطفیٰ اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کو قائم رکھنے کی شرط پر قائم رہنا اور تمھیں یہ اختیار حاصل نہیں ہوگا کہ تم میرے علاوہ کسی اور کو ولی عہد مقرر کرو.

شرط نمبر (3)

قال امام حسن رضی الله عنه و أن لا یشتم علی رضی الله عنه فلم یجبه إلی الکف عن شتم علی رضی الله عنه، فمعاویة أن لا یشتم و هو یسمع فأجابه إلی ذلک ثم لم یف له به ایضاً.

امام حسن نے کہا میرے والد سیدنا علی کو گالیاں نہیں دی جائیں گی، تو معاویہ نے گالیوں سے باز رہنے کی شرط کو قبول نہ کیا , پھر امام نے فرمایا اچھا فقط میرے سامنے گالی نہ دی جائے تو اس بات کو معاویہ نے قبول کیا مگر بعد میں اِس شرط کو بھی پورا نہ کیا.

شرط نمبر (4)

قال امام حسن رضی الله عنه فاشترط أن یأخذ من بیت مال الکوفة خمسة آلاف ألف درهم وأن یکون دار أبجردله.

امام حسن نے یہ شرط بھی عائد کی کہ کوفہ کے بیت المال سے پانچ لاکھ درہم لیں گے اور دارابجردان کے لیے ہوگا.

شرائط کے حوالہ جات

(1) تهذيب التهذيب ج۲ص۵

(2) فتح البارى ج۱۶ ص۵۳۲

(3) الاستيعاب ج۱،ص۲۳۰ تا ۲۳۱

(4) الصواعق المحرقة/ ص ۳۹۸ تا ۳۹۹

(5) أسدالغابة/ ج۲، ص۱۸

(6) شرح ابن بطال على البخارى/ ج۸،ص۹۷

(7) الإصابة بتحقيق محسن التركى ج۲،ص۵۴۲

(8) عمدة القارى/ ج۱۲،ص۷۰۱

(9) فتح البارى/ ج۱۶،ص۵۳۰

(10) حاشية التاودى ابن سودةعلى البخارى/ ج۶،ص۳۷۱

(11) الإذاعة لماكان و مايكون بين الساعة/۷۴

(12) التوضيح لابن الملقن ج۱۷،ص۷۷

(13) الفضول المهمة قى معرفة أحوال الإئمة/ج۲،ص۷۳۹

(14) مآثر الإنافة فى معالم الخلافة/ ج۱،ص۱۰۸

(15) الكامل فى التاريخ/ ج۳،ص۶

(16) المختصر فى أخبار البشر/ ج۱،ص۱۸۳

(17) تاريخ دمشق/ ج۱۳،ص۲۶۴

(18) العبر فى أخبار من غبر للذهبى/ ج۱،ص۳۵، وط ص ۴۸

(19) البداية والنهاية/ ج۱۱، ۱۳۲ تا ۱۳۳

(20) تاريخ ابن الوردى/ ج۱،ص۱۶۶

(21) ريحانة النبیؐ/ ص۱۵۰

معاویہ نے صلح کی کوئی شرط بھی پوری نہ کی

☆ آیئے سب سے پہلا حوالہ علم حدیث میں امیر المؤمنین مانے جانے والے امام اہل سنت امام ابن حجر عسقلانی جیسے عظیم محدث سے پیش کرتے تھے۔ وہ صحیح سند کے ساتھ لکھتے ہیں۔

وأخرج يعقوب بن سفيان بسند صحيح إلى الزهرى قال: كاتب الحسن بن على معاوية واشترط لنفسه فوصلت الصحيفة لمعاوية وقد أرسل إلى الحسن يسأله الصلح ومع الرسول صحيفة بيضاء مختوم على أسفلها وكتب إليه أن اشترط ما شئت فهو لک، فاشترط الحسن أضعاف ما كان سأل أولا، فلما التقيا وبايعه الحسن سأله أن يعطيه ما اشترط فى السجل الذى ختم معاوية فى أسفله فتمسک معاوية إلا ما كان الحسن سأله أولا، واحتج بأنه أجاب سؤاله أول ما وقف عليه فاختلفا فى ذلک فلم ينفذ للحسن من الشرطين شيء.

امام یعقوب بن سفیان نے امام زہری کے حوالے سے بسند صحیح لکھا کہ امام حسن نے معاویہ کی جانب صلح کی کچھ شرائط لکھ کر بھیجیں، جسے معاویہ نے تسلیم کر کے امام حسن کی طرف روانہ کر دیا، جبکہ معاویہ نے پہلے سے اپنی طرف سے ایک مہر شدہ سادہ کاغذ امام حسن کی طرف روانہ کیا ہوا تھا اور اس پر معاویہ کی طرف سے لکھا ہوا تھا کہ اِس میں آپ جو چاہیں شرائط لکھ دیں مجھے قبول ہوں گی، وہ سادہ کاغذ جب امام حسن تک پہنچا تو امام حسن نے اس ورق میں پہلے سے کچھ زیادہ شرائط (جو شرائط پہلے ورق پر لکھنا

بھول گئے تھے وہ بھی اس ورق پر لکھ دیں) لکھ کر بھیج دیں، اس کے بعد جب امام حسن کی معاویہ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے شرائط پوری کرنے کا کہا، اس پر معاویہ نے شرائط میں اختلاف کرنا شروع کر دیا، پس معاویہ نے کوئی شرط بھی پوری نہ کی۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری. ج ۱۳، ص ٦٧)

☆ امام اہل سنت امام ابن حجر عسقلانی کی اس لکھی ہوئی صحیح سند روایت سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ معاویہ نے امام حسن کے ساتھ دھوکہ کیا، کوئی شرط بھی پوری نہ کی کیونکہ معاویہ کا اصل مقصد محض خلافت حاصل کرنا تھا، خلافت حاصل کرنے کے بعد وہ اپنے کئے ہوئے وعدے سے مکر گئے۔ امام ابن حجر عسقلانی کی اس روایت کو اہل سنت کے بہت سارے محدثین نے اپنی کتب میں تحریر کیا۔

امام الطبری/ ج۵، ص ۱٦۲

امام ابن عساکر تاریخ دمشق/ ج۱۳، ص ۲۷۲

امام ابن جوزی مرآۃ الزمان لسبط ابن الجوزی/ ج۷، ص ۹

امام ابن اثیر نے الکامل فی تاریخ/ ج۳، ص ۶۰۵

ابن خلدون نے تاریخ ابن خالدون/ ج۲، ص ۶۳۸

ومترجم اردو ج/ ج۳، ص ۳۴٦

☆ امام اہل سنت امام ابن اعثم شافعیؒ نے ''کتاب الفتوح'' میں لکھتے ہیں:

سمعنا من الثقات أنه حين قرر معاوية بن أبی سفيان أن يجعل ولده يزيدا ولی عهده، مع علمه بأن هذا الأمر صعب المنال نظر لأن الصلح الذی أبرم بينه و بين الحسن بن علی كان من بين شروطه أن

يترک معاوية أمر المسلمين شورى بينهم بعد وفاته .لذلک سعى فى موت الحسن بكل جهده، و أرسل مروان بن الحكم (طريد النبى صلى الله عليه و آله وسلم) إلى المدينة و أعطاه منديلا مسموما و أمره بأن يوصله إلى زوجة الحسن جعدة بنت الأشعث بن قيس بما استطاع من الحيل لكى تجعل الحسن يستعمل ذلک المنديل المسموم بعد قضاء حاجته و أن يتعهد لها بمبلغ خمسين ألف درهم و يزوجها من ابنه .فذهب مروان تنفيذا لأمر معاوية و استفرغ جهده حتى خدع زوجة الحسن و نفذت المؤامرة و على إثر ذلک انتقل الحسن إلى دار السلام و اغترت جعدة بمواعيد مروان و أقدمت على تلک الجريمة الشنعاء.

میں نے ثقہ راویوں سے سنا ہے کہ معاویہ نے اپنے بیٹے یزید کو اپنا جانشین بنانے کا ارادہ کیا حالانکہ وہ خود جانتا تھا کہ یہ کام ہونے والا نہیں ہے کیونکہ اس نے صلح نامے میں امام حسن سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اپنے بعد کسی کو جانشین نہیں بنائے گا، اس لیے اس نے پوری کوششیں شروع کر دی کہ کسی طرح امام حسنؑ کو قتل کر دے، اس کے لیے معاویہ نے مروان بن حکم کو مدینہ روانہ کیا اور معاویہ نے اسے ایک زہر آلود رومال دیا اور کہا کہ جیسے بھی ہو، جعدہ بنت اشعث کو راضی کرو کہ وہ اس رومال کے ذریعے امام حسن کے وجود کو اس دنیا سے ختم کر دے اور اس سے کہو کہ اگر تم نے اس کام کو انجام دیا تو میں تم کو 50 ہزار درہم دوں گا اور بہت جلد تمہاری شادی یزید سے کروں گا۔ مروان جلدی سے مدینہ گیا اور آخر کار اس نے بہت ہی حیلے اور بہانوں سے جعدہ کو اس کام

کے کرنے پر راضی کر لیا۔ جعدہ نے معاویہ اور مروان کے کہنے پر اس گناہ کو انجام دیا اور امام کو زہر دے کر شہید کر دیا۔

(الكوفي، أبي محمد أحمد بن أعثم (متوفیٰ 314ھ)، كتاب الفتوح، ج 4، ص 319، تحقيق: علي شيري (ماجستر في التاريخ الإسلامي)، ناشر: دار الأضواء للطباعة و النشر و التوزيع . بيروت).

☆ امام اہل سنت امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قال امام الزهري و لا معنى لختم معاوية على أسفل الصحيفة البيضاء إلأ مكايدة الحسن و مخادعته و مغالطته.

معاویہ کا سفید کاغذ کے نچلے حصہ پر مہر لگا کر بھیجنا، امام حسنؑ کے ساتھ دھوکہ اور فریب تھا. (امام ابن جوزی، مرآۃ الزمان/ ج۷، ص ۹)

☆ امام اہل سنت ملا علی القاری حنفی فرماتے ہیں۔

وأصل الدخن الكدورة واللون الذي بضرب إلى السواد فيكون فيه إشعار إلى أنه صلاح مشوب بالفساد فيكون إشارة إلى صلح الحسن رضي الله عنه مع معاوية:

حدیثِ دخن میں دخن کا لفظ آیا ہے، دخن اصل میں کدورت دھوکہ سیاہ رنگ کو کہا جاتا ہے، اس میں اُس صلح کی طرف اشارہ ہے جو امام حسن اور معاویہ کے درمیان ہوئی کہ صلح تو ہوگئی مگر اس میں دھوکہ و فساد کی آمیزش ہوئی تھی۔

☆ امام حسن علیہ السّلام نے معاویہ کو ایک خط کے جواب میں لکھا۔

"بعد المصالحة" و كان الحسن ابن علي قد سار يريد المدينة، فكتب

إليه معاوية يدعوه إلى قتال فروة، فلحقه رسوله بالقادسية أو قريباً منها، فلم يرجع وكتب إلى معاوية: لو آثرت أن أقاتل أحداً من أهل القبلة لبدأت بقتالك، فإني تركتك لصلاح الأمة وحقن دمائها.

صلح کے بعد امام حسن مدینہ کی طرف روانہ ہوگئے، معاویہ نے امام حسن کے پیچھے قاصد کو خط دے کر بھیجا، جس میں معاویہ نے امام حسن کو خوارج سے جنگ کرنے کے لیے واپس آنے کا کہا تھا، امام حسن ابھی قادسیہ کے مقام پر ہی پہنچے تھے کہ قاصد خط لے کر آپ تک پہنچ گیا، امام حسن نے خط پڑھنے کے بعد معاویہ کو جواب میں لکھا: میں نے تجھ سے فقط مسلمانوں کا خون بچانے کی خاطر صلح کی ہے، اگر میں نے اہل قبلہ میں سے کبھی کسی کے ساتھ جنگ کا ارادہ کیا تو اُس کی ابتدا تجھ سے کروں گا۔

☆ امام حسین علیہ السلام نے معاویہ کی طرف سے بھیجے ہوئے دھمکی آمیز خط کا جواب دیتے ہوئے لکھا:

فكتب إليه الحسين: أتاني كتابك وأنا بغير الذى بلغك عنى جدير، والحسنات لا يهدى لها إلا الله، وما أردت لك محاربة ولا عليك خلافا، وما أظن لى عند الله عذرا فى ترك جهادك، "أى ما أجب الله أننى لم أقاتلك " وما أعلم فتنة أعظم من ولايتك أمر هذه الأمة.

میں اپنے بھائی کے کیے ہوئے معاہدے پر قائم ہوں ہر نیکی کا راستہ اللہ سمجھاتا ہے فلحال میرا تم سے جنگ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں، مگر تیرے خلاف جہاد نہ کرنے کا کوئی بہانہ مجھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرنے کے لیے سمجھ نہیں آرہا"" یعنی میں اللہ کو کیا

جواب دوں گا کہ میں نے تم سے جہاد کیوں نہیں کیا"" اور یہ جو تم نے لکھا کہ میں کسی فتنے میں نہ پڑ جاؤں تو میرے علم کے مطابق اس سے بڑا فتنہ اور کوئی نہیں کہ تیرے جیسا شخص اس اُمت کا سربراہ بن گیا ہے۔

امام اہل سنت امام ابن اثیر جزری/ الکامل، ص ۲۷۵

امام اہل سنت امام ذھبی/ سیر اعلام النبلاء، ج ۲، ص ۲۹۴

امام اہل سنت امام بلاذری/ اُنساب الاشراف، باب، مبایعۃ الحسن ومعاویۃ، ص ۲۸۸

امام اہل سنت امام حافظ ابی قاسم المعروف ابن عساکر/ تاریخ مدینہ دمشق، ج ۱۴، ص ۲۰۶

امام اہل سنت امام محمد بن سعد الزھری/ طبقات ابن سعد، ج ۶، ص ۴۲۳

امام اہل سنت امام ابن کثیر/ البدایۃ والنہایۃ ۸، امع الفہارس ج ۴، ص ۱۶۹

امام اہل سنت امام ذہبی/ تھذیب الکمال فی اُسماء الرجل، ج ۶، ص ۴۱۴

☆ صلح صلح کی رٹ لگانے والا مولوی، کبھی بھی آپکو صلح کی شرائط نہیں بتائے گا کیونکہ مولوی جانتا ہے کہ اگر وہ شرائط بتا دے گا تو پھر عوام کو دھوکہ دینا مشکل ہو جائے گا۔

امام حسن مجتبیٰ کا حضرت معاویہ کے ساتھ صلح کا معاہدہ

علامہ مفتی غلام رسول جماعتی مجددی

حضرت مولی علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت ۲۱ رمضان ۴۰ھ میں ہوئی۔ آپ کی شہادت کے بعد امام حسن علیہ السلام خلیفہ پنجم مقرر ہوئے۔ سب سے پہلے حضرت سیدنا قیس بن سعد بن عبادہ نے آپ کی بیعت کی۔

حافظ ابن کثیر المتوفی (۷۷۴ھ) نے لکھا ہے کہ امام بخاری نے کتاب الصلح میں ذکر کیا ہے کہ امام حسن بصری تابعی بیان کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! حضرت حسن بن علی نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان کا ایسی فوجوں کے ساتھ سامنا کیا جو پہاڑوں کی مانند تھیں اور عمرو بن عاص نے کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ فوجیں اپنے مد مقابل لوگوں کو قتل کیے بغیر واپس نہیں جائیں گی۔ حضرت معاویہ نے یہ بات سن کر کہا: اگر ایسی صورت ہوئی تو پھر لوگوں کے معاملات کو سنبھالنے والا اور انتظام کرنے والا ہمارے پاس کون ہوگا۔

بایں وجہ حضرت معاویہ نے قریش میں سے دو آدمی عبدالرحمٰن بن سمرہ اور عبداللہ بن عامر حضرت امام حسن کے پاس بھیجے کہ تم دونوں آپ کے پاس جاؤ اور ان سے صلح کے بارے میں گفتگو کرو، وہ دونوں گئے اور امام حسن علیہ السلام سے اس بارے میں گفتگو کی تو امام حسن نے ان سے فرمایا کہ ہم عبدالمطلب کے بیٹے ہیں۔ (ہم

کسی سے ڈرنے والے نہیں ہیں) ان دونوں نے کہا کہ حضرت معاویہ آپ سے یہی عرض کرتے ہیں کہ صلح ہو جائے۔ امام حسن نے فرمایا: جو بات تم کر رہے ہو اس کا ضامن کون ہوگا؟ انہوں نے کہا ہم دونوں آپ کو اس کی ضمانت دیتے ہیں۔ لہٰذا امام امام حسن نے حضرت معاویہ سے صلح کر لی۔ (البدایہ والنہایہ، جلد ۸۰)

امام حسن علیہ السلام جلیل القدر اور بہت بڑے رعب اور جلال والے تھے۔ بایں وجہ آپ نے فرمایا کہ ہم حضرت عبدالمطلب کے بیٹے ہیں۔ ہم جہاں قدم رکھتے ہیں وہاں سے بلا وجہ اٹھاتے نہیں اور نہ ہی دشمن سے ڈرتے ہیں۔ ہم حضرت عبد المطلب کی اولاد ہیں وہ بھی کسی سے نہ ڈرتے تھے نہ خوف رکھتے تھے۔

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت عبدالمطلب بہت بلند ہمت اور جراءت مند تھے جہاں قدم رکھتے بغیر کسی وجہ کے وہاں سے قدم نہیں اٹھاتے تھے نہ کسی سے ڈرتے۔ اسی وجہ سے امام حسن مجتبیٰ نے حضرت معادیہ کے بھیجے ہوئے آدمیوں کو کہا تھا کہ میں تم سے ڈرنے والا نہیں ہوں۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں جیسے حضرت عبدالمطلب کسی سے خوف زدہ نہیں ہوتے تھے اسی طرح میں تم سے ڈرتا نہیں ہوں مگر انہوں نے بار بار کہا کہ حضرت معاویہ آپ سے یہی عرض کرتے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ ہر صورت میں صلح کریں۔

چنانچہ آخر کار امام حسن نے حضرت معاویہ کے ساتھ چند شرائط کے تحت صلح کر لی۔ چونکہ صلح شرائط کے تحت ہوئی تھی۔ امام حسن نے درج ذیل شرائط مقرر کی تھیں۔

(ا) حضرت معاویہ کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور خلفاء راشدین کی سیرت کے مطابق اپنی حکومت میں عمل کریں گے۔

(۲) حضرت معاویہ کسی کو بھی اپنا ولی عہد مقرر نہیں کریں گے بلکہ مسلمانوں کے مقرر کردہ ارکان باہمی مشورہ کر کے جس کو چاہیں امیر مقرر کریں۔

(۳) حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ پر سب وشتم نہیں کیا جائے گا بلکہ آپ کا ذکر خیر اور اچھائی کے ساتھ کیا جائے گا۔

(۴) تمام لوگ عراق، حجاز، یمن، شام وغیرہ میں محفوظ زندگی گزاریں گے ان پر کوئی زیادتی وغیرہ نہیں ہوگی۔

(۵) الصحاب علی اور آپ کے تابعدار جہاں کہیں ہوں گے ان پر کسی قسم کا ظلم وستم نہیں کیا جائے گا ان کی جانیں، مال اور اولاد ہر طرح سے محفوظ رہیں گے۔

(۶) امام حسن، امام حسین اور اہل بیت رسول کے ساتھ کسی قسم کی کوئی زیادتی اور نہ ہی ان پر ظلم وستم کیا جائے گا۔

(۷) ہر حق والے کو حق دیا جائے گا۔

(۸) حضرت معاویہ کی حکومت امام حسن مجتبیٰ کے تمام قرضوں کی ادائیگی کرے گی۔

(۹) اور کوفہ کے بیت المال (خزانہ) میں جو مال ہے وہ امام حسن کو دیا جائے گا۔

(۱۰) دارابجرد کا جو خراج ہوگا وہ بھی امام حسن مجتبیٰ کو دیا جائے گا۔

(۱۱) باشندگان مدینہ منورہ، حجاز اور عراق سے مزید کوئی ٹیکس وغیرہ نہیں لیا جائے گا۔ بلکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زمانہ سے جو دستور چلا آرہا ہے وہ برقرار رہے گا۔

امام حسن مجتبیٰ نے شرائط مذکورہ بالا کے تحت حضرت معاویہ کے ساتھ مصالحت کی مگر معاویہ نے شرائط کو پورا نہ کیا۔ چنانچہ امام ابن جریر طبری لکھتے ہیں: امام حسن نے یہ مذکورہ شرائط حضرت معاویہ کے پاس بھیج دیئے تو حضرت معاویہ نے

پہلے ہی ایک سادہ کاغذ پر اپنی مہر لگائی اور سادہ کاغذ امام حسن کے پاس بھیج دیا اور اور کہا کہ اس کاغذ پر جو شرطیں آپ چاہتے ہیں وہ لکھ دیں۔ مجھے سب منظور ہیں۔ امام حسن کو جب مہر والا کاغذ پہنچا تو امام حسن نے جو حضرت معاویہ کو پہلے شرطیں لکھی تھیں ان میں چند شرائط کا اضافہ کر دیا اور یہ مہر والا کاغذ امام حسن نے اپنے پاس رکھ لیا۔ اور حضرت معاویہ نے امام حسن مجتبیٰ کا پہلا خط اپنے پاس رکھ لیا جب امام حسن اور حضرت معاویہ کی ملاقات ہوئی تو امام حسن نے حضرت معاویہ کو کہا کہ تم ان شرائط کو پورا کرو جس پر تم نے مہر لگائی ہے۔ حضرت معاویہ نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں ان شرائط کو منظور کرتا ہوں جو آپ نے پہلے خط میں لکھے تھے۔ امام حسن نے فرمایا آپ وہ شرائط تسلیم کریں جن شرائط کے ماننے کا معاہدہ کیا ہے جن پر مہر لگائی ہے۔ غرضیکہ اس معاملہ میں اختلاف ہو گیا اور ''حضرت معاویہ نے امام حسن کی کسی شرط کو بھی پورا نہ کیا۔''

(طبری کی تاریخ، ص ۲۸، ج ۴)

ابن جریر کی کلام سے ثابت ہوا کہ امام حسن نے جو صلح کی تھی وہ صلح مشروط تھی مگر حضرت معاویہ نے کسی شرط کو بھی پورا نہ کیا۔ البتہ امام حسن نے صلح کے شرائط میں حضرت معاویہ کے اختلاف کرنے اور صلح کے شرائط کو پورا نہ کرنے کے باوجود صلح کر لی اور صلح کو اپنی طرف سے برقرار رکھا اور صلح کے خلاف کوئی بات تک نہ کی، جس کی وجہ امام حسن مجتبیٰ نے خود یہ بیان فرمائی کہ اگر میں صلح نہ کرتا تو قتل، خونریزی اور فساد ہوتا جس کو میں ناپسند کرتا تھا، نیز شامی لوگ یہ کہتے کہ ہم تو صلح کرنا چاہتے تھے مگر رسول پاک کے بیٹے نے صلح نہیں کی۔

امام حسن مجتبیٰ نے فرمایا میں صرف صلح اُمت کی اصلاح اور اُمت کو قتل وخون

ریزی سے بچانے اور اللہ تعالے کی خوشنودی اور رضامندی کے لیے کی ہے۔

لقد كان الحسن فی صلحه مع معاوية مصيب، بارٌ راشد، ممدوح و ليس يجد فی نفسه حرجاً.

امام حسن نے جو معاویہ سے صلح کی اس میں امام حسن حق پر تھے، آپ راست باز، راست رو اور ممدوح تھے آپ اپنے دل میں کوئی تنگی اور ملامت اور ندامت محسوس نہ کرتے تھے بلکہ آپ اس سے راضی اور خوش تھے اور جب ابو عامر سفیان بن بیل نے امام حسن کو صلح کرنے پر عار دلائی تو آپ نے ابو عامر کو کہا **ولكنی كرهت ان اقتلهم علی الملک** کہ میں نے بادشاہت اور دنیا کے لیے لڑنا پسند نہیں کیا۔ لہٰذا میں نے صلح کر لی ہے اور امام حسن نے صلح کے ذریعے اُمت کے خون کو رائیگاں بہنے سے بچا لیا ہے جیسے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بارے میں آپ کی مدح کی ہے جیسے کہ پہلے صحیح حدیث میں بیان ہو چکا ہے۔

(خامس الخلفاء الراشدین، ص ۳۷۴، البدایہ والنہایہ جلد ۸)

امام حسن مجتبیٰ نے حضرت معاویہ کے ساتھ صلح محض اس بنا پر کی کہ اُمت مسلمہ قتل وخون ریزی سے بچ جائے اور بقول ابن جریر معاویہ نے صلح کی کسی شرط کو پورا نہیں کیا بلکہ آپ کی حکومت کے گورنروں اور حاکموں نے صلح کے تمام شرائط کی دھجیاں بکھیر دیں اور ان شرائط کی سخت خلاف ورزی کی۔ ان میں سے کچھ شرائط کا ذکر کیا جاتا ہے جن کو پورا نہیں کیا گیا۔ ان شرائط میں سے دوسری شرط یہ تھی کہ حضرت معاویہ کسی کو بھی اپنا ولی عہد مقرر نہیں کریں گے۔ مگر حضرت معاویہ نے اپنے نالائق، فاسق وفاجر بیٹے یزید کو اپنا ولی عہد مقرر کیا۔

چنانچہ خلافت وملوکیت میں ہے کہ حضرت معاویہ نے اپنے بیٹے یزید کو اپنا ولی عہد مقرر کیا اور یزید کی ولی عہدی کے لیے خوف وطمع کے ذرائع سے لوگوں سے بیعت لینا شروع کر دی۔ یزید کی ولی عہدی کے لیے ابتداء مغیرہ بن شعبہ کی طرف سے ہوئی۔ جب حضرت معاویہ نے انہیں کوفے کی گورنری سے معزول کرنے کا ارادہ کیا اور مغیرہ بن شعبہ کی اس کی خبر ہوگئی فوراً کوفہ سے دمشق پہنچے اور یزید سے مل کر کہا کہ صحابہ کے اکابر اور قریش کے بڑے لوگ دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں، میری سمجھ میں نہیں آتا کہ امیر المؤمنین تمہارے لیے بیعت لینے میں تامل کیوں کر رہے ہیں۔ یزید نے اس بات کا ذکر اپنے والد ماجد سے کیا انہوں نے حضرت مغیرہ بن شعبہ کو بلا کر پوچھا کہ یہ کیا بات ہے جو تم نے یزید سے کہی ہے حضرت مغیرہ نے جواب دیا امیر المومنین! آپ دیکھ چکے ہیں کہ قتل عثمان کے بعد کیسے کیسے اختلافات اور خون خرابے ہوئے، اب بہتر یہ ہے کہ آپ یزید کو اپنی زندگی ہی میں ولی عہد مقرر کر کے بیعت لے لیں تاکہ اگر آپ کو کچھ ہو جائے تو اختلاف برپا نہ ہو۔

حضرت معاویہ نے پوچھا اس کام کو پورا کر دینے کی ذمہ داری کون لے گا؟ انہوں نے کہا کہ اہل کوفہ کو میں سنبھال لوں گا اور اہل بصرہ کو زیاد، اس کے بعد اور کوئی مخالفت کرنے والا نہیں ہے۔ یہ بات کر کے حضرت مغیرہ کوفہ آئے اور دس آدمیوں کو تیس ہزار درہم دے کر اس بات پر راضی کیا کہ وہ وفد کی صورت میں حضرت معاویہ کے پاس جائیں اور یزید کی ولی عہدی کے لیے ان سے کہیں یہ وفد حضرت مغیرہ کے بیٹے موسیٰ بن مغیرہ کی سرکردگی میں دمشق گیا اور اس نے اپنا کام پورا کر دیا پھر حضرت معاویہ نے بصرے کے گورنر زیاد (بن سمیہ) کو لکھا کہ اس معاملہ میں تمہاری کیا رائے

ہے اس نے کہا کہ آپ ابھی جلدی نہ کریں۔ زیاد ۵۳ھ میں مر گیا۔

اس کے مرنے کے بعد حضرت معاویہ نے یزید کو ولی عہد بنانے کا فیصلہ کر لیا اور با اثر لوگوں کی رائے ہموار کرنے کی کوشش شروع کر دی اور مدینہ منورہ کے گورنر مروان بن الحکم کو لکھا کہ میں اب بوڑھا ہو گیا ہوں چاہتا ہوں کہ اپنی زندگی میں اپنا جانشین بنا لوں اور میں نے اپنے بیٹے یزید کو اپنا جانشین اور ولی عہد مقرر کر لیا ہے۔

مروان بن حکم نے اہل مدینہ کے سامنے کھڑے ہو کر کہا کہ حضرت معاویہ نے اپنے بیٹے یزید کو اپنا ولی عہد مقرر کیا ہے اور یہ اچھا کیا ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے حضرت ابو بکر، حضرت عمر فاروق نے اپنے جانشین مقرر کیے تھے، اس پر حضرت ابو بکر صدیق کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن (المتوفی ۵۸ھ) کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ تم لوگوں نے ہرگز اُمت محمدیہ کی بھلائی نہیں سوچی ہے، تم اسے قیصریت بنانا چاہتے ہو کہ جب ایک قیصر مرے تو اس کی جگہ اس کا بیٹا آ جائے۔ یہ سنت ابو بکر و عمر کی نہیں ہے، انہوں نے اپنی اولاد میں سے کسی کو اپنا جانشین نہیں بنایا تھا۔ مروان نے کہا: پکڑو اس شخص کو یہی ہے وہ جس کے متعلق قرآن میں اللہ تعالے نے فرمایا ہے۔

والذی قال لوالدیه اف لکما (سورۃ الاحقاف ۶)

حضرت عبدالرحمٰن نے بھاگ کر اپنی بہن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں پناہ لی۔ حضرت عائشہ صدیقہ صبح اٹھیں تو فرمایا کہ جھوٹ کہا مروان نے، ہمارے خاندان کے کسی فرد کے بارے میں یہ آیت نہیں اُتری ہے بلکہ ایک اور شخص کے بارے میں آئی ہے، جس کا نام میں چاہوں تو بتا سکتی ہوں البتہ مروان کے باپ

حکم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی تھی۔ جبکہ مروان ابھی اس کی صلب (پشت) میں تھا۔

نیز حضرت معاویہ نے سلطنت اسلامیہ مختلف علاقوں سے وفد طلب کیے اور ان کو کہا کہ میں نے اپنے بیٹے یزید کو اپنا ولی عہد مقرر کیا ہے۔ عراق، شام اور دوسرے علاقوں سے بیعت لینے کے بعد حضرت معاویہ خود حجاز گئے کیونکہ وہاں کا معاملہ سب سے اہم تھا اور دنیائے اسلام کی وہ با اثر شخصیتیں جن سے مزاحمت کا اندیشہ تھا وہیں رہتی تھیں اور مدینہ منورہ کے باہر امام حسین، حضرت ابن زبیر، حضرت ابن عمر اور حضرت عبدالرحمان بن ابی بکر ان سے ملے معاویہ نے ان سے ایسا درشت اور سخت برتاؤ کیا کہ وہ شہر چھوڑ کر مکہ مکرمہ چلے گئے پھر معاویہ نے مکے کا رخ کیا اور ان چاروں اصحاب کو خود شہر کے باہر بلا کر ان سے ملے اور انہیں یزید کی بیعت پر راضی کرنے کی کوشش کی مگر عبداللہ بن زبیر نے جواب میں کہا کہ آپ تین کاموں میں سے ایک کام کیجیے یا تو رسول اللہ کی طرح کسی کو اپنا خلیفہ نہ بنایئے لوگ خود اس طرح کسی کو اپنا خلیفہ بنالیں گے، جس طرح انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق کو بنایا تھا یا پھر وہ طریقہ اختیار کیجئے جو حضرت ابوبکر نے کیا کہ اپنی جانشینی کے لیے حضرت عمر فاروق جیسے شخص کو خلیفہ مقرر کیا، جن سے ان کا کوئی دور پرے کا رشتہ بھی نہیں تھا یا پھر وہ طریقہ اختیار کیجیے جو حضرت عمر فاروق نے کیا کہ چھ آدمیوں کی شوریٰ تجویز کی اور اس میں ان کی اولاد میں سے کوئی شامل نہ تھا۔

حضرت معاویہ نے باقی حضرات سے پوچھا کہ آپ لوگ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہم بھی وہی کہتے ہیں جو ابن زبیر نے کہا ہے اس پر معاویہ نے کہا اب

تک میں تم لوگوں سے درگزر کرتا رہا ہوں اب میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تم میں سے کسی نے میری بات کے جواب میں ایک لفظ بھی کہا تو دوسری بات اس کی زبان سے نکلنے کی نوبت نہ آئے گی، تلوار اس کے سر پر پہلے پڑ چکی ہوں گی پھر معاویہ نے اپنے باڈی گارڈ کے افسر کو بلایا اور حکم دیا کہ ان میں سے ہر ایک پر ایک ایک آدمی مقرر کر دو اور اسے تاکید کر دو کہ ان میں سے جو میری بات کی تردید میں زبان کھولے، اس کا سر قلم کر دے، اس کے بعد وہ انہیں لیے ہوئے مسجد میں آئے اور اعلان کیا کہ یہ مسلمانوں کے سردار اور بہترین لوگ ہیں جن کے مشورے کے بغیر کوئی کام نہیں کیا جاتا یزید کی ولی عہدی پر راضی ہیں اور انہوں نے بیعت کر لی ہے لہٰذا تم لوگ بھی بیعت کر لو۔ اب لوگوں کی طرف سے انکار کا کوئی سوال ہی باقی تھا۔ اہلِ مکہ نے بھی بیعت یزید کر لی۔ (خلافت وملوکیت، ص ۱۴۸ بحوالہ ابن اثیر ص ۲۵۲ ج ۳)، (اکابر صحابہ کا پہلا گستاخ معاویہ ثابت ہوا)۔

امام ابن جریر لکھتے ہیں ۶۰ ھ میں حضرت معاویہ کو مرض موت لاحق ہوا آپ نے اپنے بیٹے یزید کو بلایا اور اس کو کہا کہ میں نے تمہارے لیے ہر مشکل کام کو آسان کر دیا ہے تیرے دشمنوں کو میں نے تیرے تابع کر دیا ہے۔ تیرے لیے عرب کی گردنوں کو میں نے جھکا دیا ہے۔ تیرے لیے میں نے جو کچھ جمع کیا ہے وہ کسی نے نہ کیا امر حکومت تیرے لیے ثابت کر دیا ہے اور حضرت معاویہ کی وفات 22 رجب 60ھ کو دمشق میں ہوئی اور مدت حکومت انیس سال تین ماہ تھی۔ حضرت معاویہ کی عمر پچھتر 75 سال تھی اور ان کی نماز جنازہ ضحاک بن قیس فہدی نے پڑھائی۔ (تاریخ طبری ۱۵۴ جلد ۴)

علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ معاویہ نے اپنے بیٹے یزید کی ولی عہدی پر تمام باشندگان مملکت شام سے بیعت لی آپ ہی وہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے اپنی صحت مندانہ زندگی میں اپنے فرزند یزید کو ولی عہد بنانے کی رسم بحصول بیعت جاری کی اور ساتھ ہی ساتھ حاکم مدینہ منورہ مروان بن حکم کو لکھا کہ تم مدینہ میں یزید کی ولی عہدی کی لوگوں سے بیعت لو۔ چنانچہ مروان نے مدینہ منورہ بدوران خطبہ اعلان کیا کہ حضرت معاویہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ان کے فرزند یزید کے لیے سنت ابوبکر وعمر کی مانند بیعت لے لوں۔

اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے فوراً کھڑے ہوکر کہا کہ سنت ابوبکر و عمر پر نہیں بلکہ قیصر و کسریٰ کے طریقہ کے مطابق ہے کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق یا حضرت عمر فاروق نے کبھی بھی اپنی اولاد کے لیے کسی سے بیعت نہیں لی۔ معاویہ نے جب حج کیا تو اپنے بیٹے یزید کے لیے بیعت لینا شروع کی تو معاویہ نے حضرت عبداللہ بن عمر سے یزید کی بیعت کے بارے میں گفتگو کی تو عبداللہ بن عمر نے کہا کہ پہلے خلفاء نے اپنے بیٹوں کے لیے وہ نہیں کیا جو آپ اپنے بیٹے یزید کے لیے کر رہے ہیں۔ انہوں نے خلیفہ کا انتخاب مسلمانوں پر چھوڑا اور اس زمانہ کے مسلمانوں نے اپنے حق خود اختیاری کے پیش نظر اپنے لیے خلیفہ کا انتخاب کیا پھر معاویہ نے حضرت عبدالرحمان بن ابوبکر سے یزید کی بیعت کے لیے بات کی تو عبدالرحمان بن ابوبکر نے کہا کہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ تمام مسلمان مجلس شوریٰ میں کسی بات پر متفق ہو جائیں اور اتفاق سے امیر کا انتخاب کر لیں۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۶۸)

صلح کی شرائط میں سے یہ شرط تھی کہ حضرت معاویہ کسی کو اپنا ولی عہد مقرر نہیں

کریں گے بلکہ مسلمان اتفاق رائے سے امیر اور خلیفہ کا انتخاب کریں گئے مگر حضرت معاویہ نے اس کے برعکس اپنے بیٹے یزید کو اپنا ولی عہد مقرر کیا اور اپنی صحت مندانہ زندگی میں اس کے لیے بالجبر مسلمانوں سے بیعت لی۔ صلح کے شرائط میں تیسری شرط یہ تھی کہ حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ کو سب وشتم نہیں کیا جائے گا۔ جب کوئی آپ کا ذکر کرے تو اچھائی اور خیر کے ساتھ کرے۔

چنانچہ جن محدثین اور مورخین نے صلح کے شرائط ذکر کیے ہیں ان میں سے علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں کہ صلح کے شرائط میں سے یہ شرط بھی تھی **ولا یشتم علیاً** کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ کو کوئی سب وشتم نہ کرے۔ (ابن خلدون، ص ۱۸۶ ج ۲)

حافظ ابن کثیر (المتوفی ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں کہ صلح کے شرائط میں سے یہ شرط بھی تھی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو گالی نہیں دی جائے گی۔ (البدایہ والنہایہ ۷۴۶، جلد ۸) امام ابن جریر طبری (المتوفی ۳۱۰ھ) لکھتے ہیں کہ امام حسن نے حضرت معاویہ سے جو صلح کی شرطیں رکھی تھیں ان میں یہ شرط بھی تھی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کوئی سب وشتم نہ کرے۔ (تاریخ طبری، ص 27 ج 4)

معاویہ نے اس شرط کو بھی پورا نہ کیا بلکہ اُموی حکومت کے حاکموں اور گورنروں نے دل کھول کر حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ پر سب وشتم کیا۔ چنانچہ خلافت وملوکیت میں ہے کہ ایک اور نہایت مکروہ بدعت معاویہ کے عہد میں شروع ہوئی کہ وہ خود اور ان کے حکم سے ان کے تمام گورنر خطبوں میں برسر منبر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کی بوچھاڑ کرتے تھے۔ حتیٰ کہ مسجد نبوی میں منبر رسول پر عین روضہ نبوی کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے محبوب ترین عزیز کو گالیاں دی جاتی تھیں

اور حضرت علی کی اولاد اور ان کے قریب ترین رشتہ دار اپنے کانوں سے یہ گالیاں سنتے تھے۔ کسی کے مرنے کے بعد اس کو گالیاں دینا شریعت تو درکنار انسانی اخلاق کے بھی خلاف تھا اور خاص طور پر جمعہ کے خطبے کو اس گندگی سے آلودہ کرنا تو دین و اخلاق کے لحاظ سے سخت گھناؤنا فعل تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے آ کر اپنے خاندان کی دوسری روایات کی طرح اس روایت کو بھی بدلا اور خطبہ جمعہ میں سب علی کی جگہ یہ آیت پڑھنا شروع کر دی۔

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان و ایتاء ذی القربیٰ و ینھیٰ عن الفحشآء و المنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون. (خلافت وملوکیت، ص ۱۷۴)

علامہ سیوطی (المتوفی 911ھ) لکھتے ہیں کہ بنو امیہ دوران خطبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو گالیاں دیا کرتے تھے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۲۴۳)

محقق ابوزہرہ لکھتے ہیں کہ ایک اور واقعہ جس نے آراء و افکار اسلامی پر گہرا اثر ڈالا وہ معاویہ کی وہ سنت تھی، جس کی رو سے سیف الاسلام حضرت علی شیر خدا کے خلاف دشنام طرازی اور سب و شتم کا سلسلہ جاری ہوا۔ اس حرکت نے مسلمانوں کے دلوں کو اُمویوں کے خلاف برہمی اور نفرت سے معمور کر دیا اس لئے کہ مسلمان اچھی طرح جانتے تھے کہ حضرت علی پر لعنت منافق ہی بھیج سکتا ہے۔ حضرت سیدنا علی حیدر کرار کی خدمات اور کارنامے اتنے لازوال تھے جو قلب مسلم میں جاگزین تھے۔ اس کا ایک نتیجہ یہ ہوا کہ گو حالات کے لحاظ سے زبانیں امویوں کے ساتھ تھیں لیکن دل ان سے نفرت کرتے تھے۔ لوگ ایسے امام برحق پر لعنت کیونکر بھیج سکتے تھے، جس کے بارے

میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا لا یحبک الا مومن و لا یبغضک الا منافق.
اے علی! تجھ سے وہی محبت کرے گا جو مومن ہو اور وہی بغض کرے گا جو منافق ہو۔

امام ابن جریر لکھتے ہیں کہ حضرت سیدنا حجر بن عدی شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ساتھیوں کو جب دمشق لے جایا گیا تو جلادوں نے حضرت حجر بن عدی اور آپ کے ساتھیوں کو کہا کہ ہم کو حکم دیا گیا ہے کہ اگر تم حضرت علی پر تبرا اور سب وشتم کرو تو ہم تم کو چھوڑ دیں گے، اگر تم یہ نہ کرو گے تو ہم تم کو قتل کر دیں گے، حضرت حجر بن عدی اور آپ کے ساتھیوں نے کہا یہ کام تو ہرگز نہیں کر سکتے۔ جب شامی جلادوں نے یہ بات سنی تو اُن کے لیے قبریں کھودنے کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ قبریں کھودی گئیں اور ان کے لئے کفن لائے گئے اور ان کو شہید کیا گیا۔ (تاریخ طبری، ص ۱۱۴، جلد ۴)

خلافت وملوکیت میں ہے کہ حضرت معاویہ کے زمانہ میں جب زیاد کوفہ کی جامع مسجد میں خطبہ دیتا تو خطبہ میں حضرت علی کو گالیاں دیتا تھا تو حضرت حجر بن عدی اٹھ کر اس کو جواب دیتے اور حضرت علی کی تعریف کرتے۔ زیاد نے حضرت حجر بن عدی کو جو ایک جلیل القدر صحابی تھے بمعہ ان کے بارہ ساتھیوں کو گرفتار کر کے شام بھیج دیا۔ معاویہ نے ان کے قتل کا حکم دے دیا۔ قتل سے پہلے جلادوں نے ان کے سامنے جو بات پیش کی وہ یہ تھی کہ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ اگر تم علی کرم اللہ وجہہ سے برأت (بیزاری) کا اظہار کرو اور ان پر سب وشتم کرو تو تمہیں چھوڑ دیا جائے ورنہ قتل کر دیا جائے۔ ان لوگوں نے یہ بات ماننے سے انکار کر دیا اور حضرت حجر بن عدی نے کہا کہ میں زبان سے وہ بات نہیں نکال سکتا جو رب تعالےٰ کو ناراض کرے۔

آخر کار حضرت حجر بن عدی اور ان کے سات ساتھی قتل کر دیے گئے۔ ان

میں سے ایک صاحب عبدالرحمان بن حسان کو معاویہ نے زیاد کے پاس واپس بھیج دیا اور اس کو لکھا کہ انہیں بدترین طریقہ سے قتل کر دو چنانچہ اس نے عبدالرحمان بن حسان کو زندہ دفن کر دیا۔

(خلافت و ملوکیت ص 165، بحوالہ الطبری ص 98 جلد 4، الاستیعاب ص 135، جلد ا)

(ابن الاثیر ص 234، جلد 3، البدایہ والنہایہ ص 50 ج 8، ابن خلدون ص 3 ج 3)

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ جب مروان بن حکم مدینہ منورہ پر معاویہ کی طرف سے والی تھا تو ہر جمعہ کو منبر پر حضرت علی کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۸)

صلح کی شرائط میں سے یہ شرط بھی تھی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کوئی بھی سب وشتم نہیں کرے گا مگر اس شرط کو بھی پورا نہ کیا گیا اور اموی حکومت کے حکمرانوں، گورنروں نے دل اور زبانیں کھول کر منبروں پر بیٹھ کر مولی علی پر سب وشتم کیا۔

صلح کی شرائط میں سے پانچویں شرط یہ تھی کہ اصحاب علی اور آپ کے تابعداروں پر کسی قسم کا تشدد اور ظلم وستم نہیں کیا جائے گا، مگر اُموی حکومت کے سربراہوں نے اس شرط کی بھی سخت خلاف ورزی کی، جو بھی حضرت علی شیر خدا کا عقیدت منداور تابعدار تھا اس پر انتہائی ظلم وستم اور تشدد کیا گیا۔ چنانچہ حضرت حجر بن عدی اور آپ کے ساتھیوں کو محض اس بنا پر قتل کیا گیا کہ انہوں نے حاکم کوفہ زیاد کو منع کیا کہ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو سب وشتم نہ کرے مگر زیاد نے حضرت حجر بن عدی اور آپ کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے دمشق بھیج دیا جہاں ان کو معاویہ کے زمانہ 51ھ میں قتل کیا گیا۔

حضرت حجر بن عدی ایک جلیل القدر اور عابد و زاہد صحابی تھے۔ چنانچہ البدایہ والنہایہ میں ہے کہ ابن عساکر نے کہا کہ حضرت حجر بن عدی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ حجر بن عدی اپنے بھائی حضرت ہانی بن عدی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حافظ ابن عبدالبر الاستیعاب میں لکھتے ہیں۔ **کان حجر من فضلاء الصحابة** کہ حجر (بن عدی) صاحب فضیلت صحابہ میں سے تھے، پھر وہ امام احمد کے حوالہ سے یحییٰ بن سلیمان کا قول نقل کرتے ہیں کہ حجر بن عدی مستجاب الدعوات اور افاضل صحابہ میں سے تھے اور استیعاب میں یہ بھی ہے کہ ابن نافع سے منقول ہے کہ وہ حضرت حجر کو رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قرار دیتے ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے امام حاکم کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت حجر اور ان کے بھائی حضرت ہانی بن عدی نے وفد کی صورت میں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ پھر ابن حجر عسقلانی نے ابوبکر بن حفص کا قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ حجر بن عدی صحابی تھے اور اسد الغابہ میں ہے کہ حضرت حجر کا لقب حجر الخیر نیکوکار حجر مشہور تھا اور آپ اپنے بھائی کے ساتھ رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے اور افاضل صحابہ اور اعیان صحابہ میں شمار ہوتے تھے۔ امام حاکم نے اپنی کتاب المستدرک جلد ۳ میں صحابہ کے حالات بیان کرتے ہوئے ص ۴۶ پر ایک باب کا عنوان قائم کیا ہے۔ مناقب حجر بن عدی رضی اللہ عنہ **وھو راھب اصحاب محمد** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ حجر بن عدی رضی

اللہ عنہ کے مناقب جو کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے درویش صفت اور زاہد منش انسان تھے۔

حافظ ذہبی کی تلخیص مستدرک میں بھی یہی عنوان باب موجود ہے اور انہوں نے حاکم کے اس بیان سے اختلاف نہیں کیا (اعتراضات کا تجزیہ ص 270)

حافظ ذہبی اپنی کتاب العبر فی خبر غبر الجزاء الاول 51ھ کے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں **وفیھا ما قتل بعذراء حجر بن عدی الکندی و اصحابہ بامر معاویۃ ولحجر صحبۃ ووفادۃ وجھاد وعبادۃ** یعنی اس سال حجر بن عدی اور ان کے رفقاء، معاویہ کے حکم سے عذراء کے مقام پر قتل ہوئے حجر صحابی ہیں جو ایک وفد میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ ایک عبادت گذار بزرگ تھے، جنہوں نے جہاد میں بھی شرکت کی۔

علامہ ابن سعد طبقات جلد 6 پر لکھتے ہیں کہ حضرت حجر بن عدی نے جاہلیت کے بعد اسلام کا زمانہ پایا اور وہ اپنے بھائی حضرت ہانی بن عدی کے ساتھ بصورت وفد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے تھے۔

علامہ خیر الدین زرکلی نے اپنی کتاب الاعلام میں حضرت حجر بن عدی کو ایک بہادر صحابی لکھا ہے۔ (خلافت وملوکیت پر اعتراضات کا تجزیہ ص ۳۱۱)

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ حجر بن عدی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور علامہ ابن سعد نے ان کو صحابہ کے چوتھے طبقے میں شمار کیا ہے۔ (ابن کثیر ج ۸) اور خلافت وملوکیت میں ہے کہ حجر بن عدی ایک زاہد و عابد صحابی تھے اور صلحائے امت میں ایک اونچے مرتبے کے شخص تھے۔

حضرت معاویہ کے زمانے میں جب منبروں پر خطبوں میں علانیہ حضرت علی پر سب وشتم کا سلسلہ شروع ہوا تو عام مسلمانوں کے دل ہر جگہ ہی اس سے زخمی ہو رہے تھے مگر لوگ خون کا گھونٹ پی کر خاموش ہو جاتے تھے۔ کوفہ میں حجر بن عدی سے صبر نہ ہو سکا۔ اور انہوں نے جواب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تعریف شروع کر دی اور جب زیاد کوفے کا گورنر مقرر ہوا، اس کے اور حجر بن عدی کے درمیان زیادہ کشمکش شروع ہو گئی۔ زیاد خطبے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو گالیاں دیتا تھا اور حجر بن عدی اٹھ کر اس کا جواب دینے لگتے تھے، اسی دوران میں ایک مرتبہ انہوں نے نماز جمعہ میں تاخیر پر بھی زیاد کو ٹوکا۔ آخر کار اس نے حجر بن عدی اور آپ کے بارہ ساتھیوں کو گرفتار کر لیا اور ان کے خلاف بہت سے لوگوں کی شہادتیں اس فرد جرم پر لیں کہ انہوں نے ایک جتھا بنا لیا ہے جو خلیفہ (حضرت معادیہ) کو گالیاں دیتے ہیں۔ امیر المومنین (حضرت معاویہ) کے خلاف لڑنے کی دعوت دیتے ہیں، ان کا دعویٰ ہے کہ خلافت آل ابی طالب کے سوا کسی کے لیے درست نہیں ہے۔ انہوں نے شہر میں فساد برپا کیا ہے اور امیر المومنین (حضرت معاویہ) کے عامل کو نکال باہر کیا ہے یہ ابوتراب (حضرت علی کی حمایت) کرتے ہیں ان پر رحمت بھیجتے ہیں اور ان کے مخالفین سے اظہار براءت کرتے ہیں۔

حضرت حجر بن عدی کے قتل پر حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ اور دیگر صحابہ کرام نے سخت اظہار افسوس کیا۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ جب حجر بن عدی کے قتل کی اطلاع مل گئی تو امام حسین علیہ السلام نے پوچھا کہ کیا ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی ہے اور کیا انہیں بیڑیوں اور بندشوں ہی میں دفن کیا گیا ہے ہے۔ جواب ملا کہ ہاں تو حضرت امام حسین نے فرمایا خدا کی قسم ان کی حجت قاتلین پر قائم ہو گئی۔

(البدایہ والنہایہ ص53 ج8)

غرضیکہ صلح کے شرائط میں سے پانچویں شرط یہ تھی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اصحاب اور عقیدت مندوں اور تابع داروں پر ظلم وتشدد نہیں کیا جائیگا یہ محفوظ رہیں گے مگر اُموی حکمرانوں اور گورنروں نے اس شرط کی بھی خلاف ورزی کرتے ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عقیدت مندوں اور ماننے والوں پر جھوٹے مقدمے قائم کئے اور ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے ان کا مال لوٹا ان کے مکانات منہدم کیے اور ان کو قتل، اور زمین میں زندہ دفن کیا۔ اور چھٹی شرط یہ تھی کہ امام حسن مجتبیٰ، امام حسین اور رسول پاک کی آل، اولاد میں سے کسی کو اذیت اور تکلیف نہیں پہنچائی جائے گی، مگر اس شرط کی خلاف ورزی کرتے ہوئے امویوں نے امام حسن کو زہر دلوایا اور مسلم بن عقیل کو دھوکہ اور فریب کاری سے شہید کیا، جس نے ان کی حمایت کی اس کو بھی قتل کیا گیا۔ جیسے کہ حضرت ہانی بن عروہ نے امام مسلم کا ساتھ دیا۔ ان کو امام مسلم کے ساتھ شہید کیا گیا، امام زین العابدین کی ہتک وتوہین کی گئی، امام حسین علیہ السلام اور آپ کے اعزہ واقارب کو کربلا میں بھوکا پیاسا شہید کیا گیا۔ خواتین خاندان نبوت کو ننگے منہ قیدی بنا کر کوفہ دمشق کے بازاروں میں پھرایا گیا۔ امام زین العابدین کے پاؤں میں بیڑیاں، گلے میں طوق اور ہاتھوں میں بھاری زنجیریں ڈال کر ننگے اونٹوں پر سوار کر کے دمشق لے جایا گیا۔ (یعنی خاندانِ نبوت کو سخت سے سخت اذیتیں پہنچائیں گئیں)

ساتویں شرط تھی کہ ہر حق والے کو حق دیا جائے گا مگر امام حسن، امام حسین اور ان کی اولاد میں سے کسی کو اس کی حق ادائیگی نہیں کی گئی بلکہ اس کے برعکس ان پر ظلم و تشدد کیا گیا۔

اور دسویں شرط یہ تھی کہ دارابجرد کا خراج امام حسن علیہ السلام کو دیا جائیگا مگر اس شرط کو بھی پورا نہ کیا گیا۔ معاویہ نے اہل بصرہ کو کہا کہ یہ خراج (دارابجرد) امام حسن کو نہ دیا جائے۔ چنانچہ امام حسن کو نہ دیا گیا۔ ابن اثیر لکھتے ہیں **وکان منعھم یعنی منع أھل البصرة بأمر من معاویة ایضاً** (ابن اثیر ص 162 ج3)

قال الطبری وحال اھل البصرة بین الحسن وبین خراج دارا بجرد وقال ابن الاثیر وکان منعھم یعنی منع اھل البصرة بأمر من معاویة ایضاً (صلح الحسن ص 313)

کہ اہل بصرہ نے یہ خراج حضرت امام حسن کو نہ لینے دیا کیونکہ معاویہ نے اس کو منع کر دیا تھا۔ 8-9-11 شرائط کو بھی پورا نہ کیا گیا اور پہلی شرط میں تھا کہ حضرت معاویہ اپنی حکومت میں خلفاء راشدین کے مطابق عمل کریں گے مگر خلفاء راشدین کے مطابق بھی عمل نہ کیا گیا بہرصورت ابن جریر کے قول کے مطابق صلح مشروط تھی۔ امام حسن نے جو شرائط رکھی تھیں ان میں سے کوئی شرط بھی حضرت معاویہ نے پوری نہ کی۔

حضرت امام حسن صلح پر راضی رہے۔ صلح کے بعد معاویہ کے ساتھ کسی قسم کی حکومت کے بارے میں کوئی بات نہیں کی اپنی باقی زندگی مدینہ منورہ میں خاموشی کے ساتھ گزار دی اور کوئی صلح کے متعلق گفتگو کرتا تو فرمایا کرتے تھے کہ میں نے صلح اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور خوشنودی کے لیے کی ہے نیز مسلمانوں کے خون کے تحفظ کے لیے کی ہے میں دنیاوی بادشاہت کے لیے لڑائی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ میں نے اُمت کی اصلاح اور اُمت کو قتل و خونریزی سے بچانے کے لیے صلح کی ہے۔ امام حسن نے فرمایا۔ **ورائینا ان حقن دماء المسلمین خیر من اھراتھا** کہ ہمارے نزدیک

مسلمانوں کے خون کی حفاظت ان کے خون بہانے سے بہتر ہے۔(حلیم البیت ، ص۱۸۰)

اورامام حسن نے یہ بھی فرمایا۔

و ان معاوية نازعني حقا هو لي دونه فنظرت لصلاح الامة و قطع الفتنة

اورمعاویہ میرے ساتھ جھگڑا کیا ہے حالانکہ خلافت میرا حق ہے۔معاویہ کا نہیں ہے، میں نے امت کی اصلاح اور فتنہ کے خاتمہ کے لیے اپنے حق کو چھوڑا ہے۔(حلیم آل بیت،ص۱۸۶) اگر امام حسن صلح نہ کرتے تو مسلمان باہمی جنگ کرتے۔خون ریزی اور فساد ہوتا،امام حسن نے مسلمانوں کی اصلاح کے لیے حضرت معاویہ سے صلح کر لی۔ چنانچہ ایک آدمی نے امام حسن کے ساتھ جب صلح کے خلاف گفتگو کی تو آپ نے فرمایا۔

و لكني كرهت ان اقتلهم على الملک

کہ میں ملک اور حکومت کے لیے کسی سے جنگ نہیں کرنا چاہتا تھا۔

(حلیم آل بیت ص188)

مزید امام حسن نے فرمایا**قد كانت جماجم العرب في يدي يحاربون من حاربت ويسالمون من سالمت فتركتها ابتغاء وجه الله وحقن دماء امة محمد صلى الله عليه و آله وسلم** کہ عرب میرے ہاتھ میں تھے (یعنی تابع تھے) جس سے میں لڑائی کرتا وہ لڑائی کرتے اور جس سے میں صلح کرتا وہ صلح کرتے میں نے اللہ تعالیٰ کی رضا اور امت محمدیہ کے خون کے تحفظ کے لیے

خلافت کو چھوڑ دیا ہے۔ (حلیم آل بیت، ص ۲۰۶)

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام مسلمانوں کے خون کی حفاظت کے لیے خلافت سے دستبردار ہوئے۔ (البدایہ والنہایہ ص 285، ج 8)

علامہ سیوطی نے لکھا ہے کہ جب ایک آدمی نے امام حسن کو کہا کہ آپ نے جو صلح حضرت معاویہ سے کی ہے وہ مسلمانوں کے لئے باعث عار و ندامت ہے تو آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے لیے باعث عار و ندامت نہیں ہے بلکہ واقعہ اور حقیقت یہ ہے کہ میں نے تم مسلمانوں کو صرف ملک اور حکومت کی خاطر جنگ کے شعلوں میں جھونکنا پسند نہیں کیا۔ (تاریخ الخلفاء، 193)

امام حسن نے صلح کے بعد کوفہ کے اجتماع میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا:

و ان معاوية زعم انى رايته للخلافته اهلا و لم ار نفسى لها اهلا فكذب معاوية نحن اولى الناس بالناس فى كتاب الله عزوجل و علىٰ لسان نبيه.

کہ معاویہ خیال کرتے ہیں کہ میں ان کو خلافت کے لیے اہل سمجھتا ہوں اور اپنے آپ کو اہل نہیں سمجھتا۔ یہ معاویہ کا خیال غلط ہے ہم اللہ عزوجل کی کتاب اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق خلافت کے اہل اور مستحق ہیں۔ (صلح الحسن ص ۲۷۱)

☆☆☆

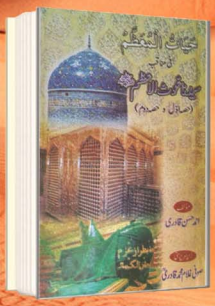
شیخ عبدالحق محدث دہلوی
سیدنا امام حسین
(حصہ اول و حصہ دوم)
احمد حسن قادری

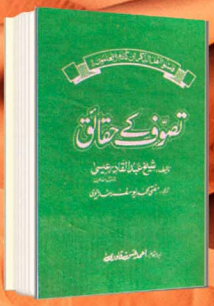
تصوف کے حقائق
احمد حسن قادری

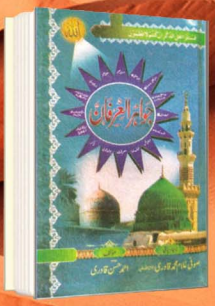
عالم الفرقان
احمد حسن قادری

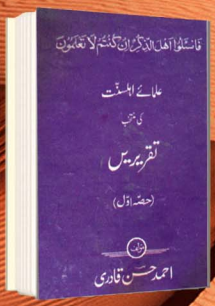
فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون
علمائے اہلسنت
کی منتخب
تقریریں
(حصہ اول)
احمد حسن قادری

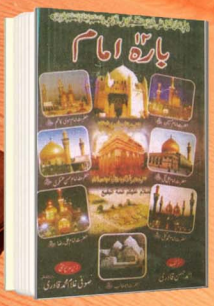
بارہ امام
احمد حسن قادری

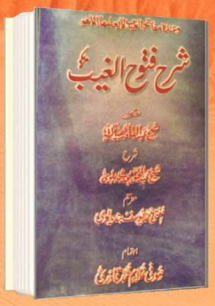
شرح فتوح الغیب
احمد حسن قادری

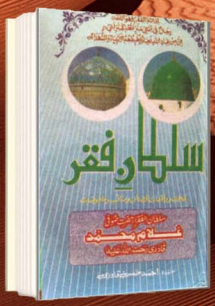
سلطانِ فقر
احمد حسن قادری

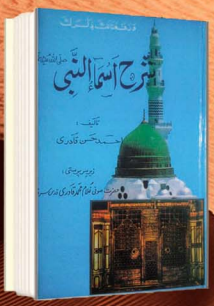
شرح اسماء النبی
احمد حسن قادری

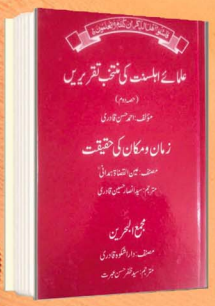
علمائے اہلسنت کی منتخب تقریریں
(حصہ دوم)
مؤلف: احمد حسن قادری
زمان ومکان کی حقیقت
مجمع البحرین
احمد حسن قادری